کارروائی

جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلماء

لکھنؤ

منعقدہ

یکم ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ (۲۲ مارچ ۱۹۷۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کارروائی جلسہ انتظامیہ ندوۃ العلماء منعقدہ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۷ھ (۲۲ مارچ سنہ ۱۹۷۷ء)

روز سہ شنبہ بوقت ۵ بجے بعد نماز عصر

بمقام

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حاضرین جلسہ

مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی، مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، مولانا قاضی زین العابدین صاحب، مولانا عون احمد صاحب قادری، مولانا عبد السلام صاحب قدوائی ندوی، مولانا مصطفیٰ کریم صاحب ندوی، مولانا سید محمد عبد الغفار صاحب بگرامی ندوی مولانا حکیم محمد زماں صاحب حسینی، مولانا محب اللہ صاحب ندوی، مولانا سید ابوبکر حسنی صاحب، مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی، سید محمد مصباح الدین صاحب نقوی، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی صاحب، منشی اشتیاق علی صاحب علوی، ڈاکٹر سید عبد الحفیظ صاحب سلفی۔

بہ تحریک مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی و تائید مولانا محمد منظور صاحب نعمانی و اتفاق جلسہ مولانا قاضی زین العابدین صاحب اس جلسہ کے صدر منتخب کئے گئے۔

۱۔ کارروائی جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۶ھ (۱۱ مارچ سنہ ۱۹۷۶ء) حسب دفعہ "۳۷ ی" دستور العمل ندوۃ العلماء پیش ہوئی جس کی تصدیق کی گئی۔

۲۔ حسب ذیل ممتاز علمی و دینی شخصیتوں کے لئے "جنھوں نے گذشتہ جلسۂ انتظامی ندوۃ العلماء منعقدہ ۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۶ھ (۱۱ مارچ سنہ ۱۹۷۶ء) کے بعد وفات پائی"، دعائے مغفرت کی گئی اور تعزیت کی تجویزیں منظور کی گئیں۔

تجاویز تعزیت

۱۔ مولانا محمد اویس بگرامی ندوی | مولانا بگرام جیسے مردم خیز قصبہ کے باشندہ تھے، آپ کا گھرانہ علم و عرفان کا حامل تھا، سنہ ۱۹۱۲ء

میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا محمد انیس سے اور زیادہ تر مولانا عبد الجلیل صاحب اعظمی اصلاحی سے جو مولانا عبد الرحمٰن صاحب نگرامی ندوی کے شاگرد تھے حاصل کی ۱۹۲۶ء میں ندوہ میں داخل ہوئے مختلف فنون کے ماہر اساتذہ کرام سے استفادہ کیا ۱۹۳۲ء میں فارغ ہوئے۔ حدیث کی سند دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور انہی سے بیعت ہوئے۔ مولانا نے آپ کو اجازت دی۔

فراغت کے بعد عرصہ تک دار المصنفین میں مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت رہے، مولانا سے تفسیر میں خصوصی استفادہ فرمایا اور مہارت حاصل کی، تفسیرات ابن قیمؒ کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب ایڈٹ کی جو مصر سے شائع ہوئی، اب تک اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں، دار المصنفین کے دوران قیام "تعلیم القرآن" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی جس میں عقائد، عبادات، معاملات اور اعمال و اخلاق جیسے بنیادی موضوعات پر قرآنی تعلیمات مع تشریح کے درج ہیں۔ طلبہ کے لئے ایک کتاب "قرآن کا مطالعہ کیجیے" کے عنوان سے تحریر فرمائی جو شائع ہوئی، عقائد میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب "العقیدۃ الحسنۃ" کی شرح العقیدۃ السنیۃ تحریر فرمائی جس کو مکتبہ دارالعلوم نے شائع کیا، اور وہ مختلف مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

دارالعلوم میں "شیخ التفسیر" کی حیثیت سے تفسیر و ترجمۂ قرآن کا درس دیتے رہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اپنے فن میں انہوں نے بڑا امتیاز پیدا کیا، عرصہ دراز تک جدید تعلیمیافتہ طبقہ بھی آپ کے ترجمۂ قرآن کے درس سے استفادہ کرتا رہا جس کے سرخیل سید صدیق حسن آئی۔ سی۔ ایس مرحوم تھے۔

مولانا بڑے خود دار، وضعدار، رقیق القلب اور پاکیزہ ذوق تھے، ملنے والوں کا دائرہ بہت وسیع تھا جنہیں اعلیٰ عہدہ دار بھی ہوتے، جاگیردار بھی تجارت پیشہ بھی امراء بھی اور عامی بھی۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد کی توسیع کا مسئلہ جب اُٹھا تو مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس موقعہ پر جو تقریر دارالعلوم کی مسجد میں کی وہ مدود دارالعلوم میں اُن کی آخری تقریر تھی، جس کے ماہ دو ماہ بعد وہ علیل ہوئے، قلبی دورہ نے بے حال کر دیا، مختلف امراض کا شکار ہوئے معالجہ ہوتا رہا لیکن۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

افسوس کہ مورخہ ۹ر شعبان ۱۳۹۶ھ (یوم جمعہ) مطابق ۷ر اگست ۱۹۷۶ء کو علم و کمال اور فضل و عرفان کا یہ تابندہ ستارہ اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت میں جا ڈوبا۔

مجلس انتظامی ندوۃ العلماء کا یہ جلسہ مرحوم کے فضل و کمال کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عنایت کرے۔

یہ غم صرف انہی کا غم نہیں پورے ملک و ملت کا غم ہے۔

۲۔ مولانا سید ریاست علی ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے قدیم فرزند اور بلند پایہ مصنف تھے، مولانا کی ولادت صوبۂ بہار کے ایک معروف قصبہ آنگہ میں ہوئی، آپ کے والد کا نام سید بشارت علی تھا۔ شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ

اعظمی کے دور اہتمام میں دار العلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا، مولانا عبد الرحمن نگرامی ندویؒ، مولانا حیدر حسن خاں ٹونکیؒ، مولانا شبلی فقیہؒ، مولانا مفتی محمد یوسفؒ، اور مولانا عبد الودودؒ سے اپنے اپنے فنون میں تعلیم حاصل کی، ۱۹۲۶ء میں دار العلوم سے فراغت کے بعد مولانا نگرامی ندوی نے آپ کو مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مزید تربیت کے لئے دار المصنفین بھیجدیا، جہاں انہوں نے بہت جلد ترقی کی، ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۶ء تک معارف کے ایڈیٹر رہے، ۱۹۳۶ء میں اپنے وطن چلے گئے لیکن ۱۹۴۲ء میں پھر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دار المصنفین طلب فرمالیا۔ ۱۹۴۹ء میں آپ شمس الہدیٰ پٹنہ کے پرنسپل منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کو حکومت بہار نے اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن مقرر کیا، علی گڑھ یونیورسٹی کے یو، جی، سی میں عربی و اسلامیات کے شعبہ اردو میں پروفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور یہیں سے وہ ریٹائرڈ ہوکر اپنے وطن آگئے۔

آپ کی تصانیف میں کئی یادگار کتابیں ہیں، تاریخ صقلیہ جلد اول و دوم، اسلامی نظام تعلیم، تاریخ اندلس، عہد اسلامی کا ہندوستان، ائمہ اسلام، آج بھی متداول ہیں، مولانا کی غیر مطبوعہ کتابوں کا بھی ذخیرہ ہے، تاریخ اندلس کے تین مزید اجزاء ابھی تک طبع نہیں ہو سکے۔

افسوس کہ دار العلوم ندوۃ العلماء کا یہ ہونہار فرزند اپنے علم و فن کی بہاریں دکھا کر مورخہ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ یوم یکشنبہ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۷۶ء کو جوار رحمت میں پہونچ گیا۔ اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہٗ

ندوۃ العلماء کا یہ جلسہ مرحوم کے سانحہ ارتحال پر اظہار رنج و غم کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی و علمی مساعی قبول فرمائے۔

۳۔ مولانا عبد الماجد دریابادی دریاباد کے ممتاز علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مولوی عبد القادر مرحوم ڈپٹی کلکٹر کے صاحبزادے اور مولانا مفتی مظہر کریمؒ کے پوتے تھے۔ ۱۵ مارچ ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اُردو، عربی اور فارسی کی دریاباد ہی میں حاصل کی پھر سیتاپور گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل ہوئے، میٹرک وہیں سے کیا۔ ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی سند حاصل کی، فلسفہ اور انگریزی ادب ان کے خاص موضوع تھے، لکھنؤ کے علمی و ادبی حلقوں اور محفلوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ علامہ شبلی نعمانیؒ کا فیض صحبت حاصل ہوا، ان کے مخصوص تلامذہ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبد السلام ندوی اور مولانا عبد الباری ندوی وغیرہ سے بھی ربط پیدا ہوا، ندوۃ العلماء کے علمی رسالہ "الندوہ" میں اپنے مقالات و مضامین شائع کراتے رہتے تھے۔ سیرۃ النبی صلعم کی تالیف کے موقعہ پر علامہ شبلی رحمۃ اللہ نے انگریزی کتابوں کے ترجمہ و اقتباس کی خدمت انہی کے سپرد کی تھی، آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ میں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں مرحوم کے لٹریری اسسٹنٹ بھی رہے دار الترجمہ حیدرآباد میں دو سال تک ترجمہ کی خدمات انجام دیں۔

کالج کے زمانہ تعلیم ہی سے مولانا پر فلسفیت کا غلبہ ہوگیا تھا، وہ بڑی حد تک آزاد خیال اور ارتیابیت پسند ہوگئے تھے، یہ رنگ عرصہ تک رہا، ۱۹۱۹ء سے ان کے اندر ذہنی و فکری انقلاب پیدا ہونے لگا، مثنوی مولانا

روم کے مطالعہ نے قلب ماہیت کردی شہر لکھنؤ کا قیام ترک کرکے اپنے آبائی وطن دریاباد آگئے، مذہبیات کا مطالعہ بڑھتا گیا، مطالعہ کے ساتھ ساتھ رنگ بھی چڑھتا گیا، وضع قطع بدلی، داڑھی رکھی، ۱۹۲۰ء میں مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاح و تربیت کا تعلق قائم ہوا۔

۱۹۲۵ء میں مولانا نے ایک ہفت روزہ اصلاحی پرچہ "سچ" کے نام سے نکالنا شروع کیا، جو بعد میں "صدق" بنا اور صدق کے بند "صدق جدید" کی شکل اختیار کی، مولانا صاحب طرز ادیب تھے، طنز نگاری میں درجۂ کمال حاصل تھا، مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن کریم کا انگریزی و اردو ترجمہ و تفسیر ہے، مولانا کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے بڑی اہم خدمت لی، اس میں شبہ نہیں کہ مولانا کے سانحۂ ارتحال سے علم و فضل، تہذیب و ادب، اصلاح و رشد سب ہی کو نقصان پہونچا۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ ندوہ سے فکری اور قلبی تعلق رکھتے تھے اور اس کو اپنی مادر علمی کی طرح کا ادارہ سمجھتے تھے، انہوں نے ہمیشہ اس کی خوشی کو اپنی خوشی اور اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھا، ندوہ کو بھی مولانا سے گہرا تعلق تھا، وہ سالہائے آخر میں مجلس انتظامی کے جلسوں کے علی العموم صدر منتخب ہوتے رہے، گذشتہ سے پیوستہ جلسۂ انتظامی کے صدر بھی وہی تھے۔ آج ندوہ ان کی کمی کو ایک بڑی کمی سمجھتا ہے، اور ان کے انتقال کو علم و ادب کا عظیم نقصان اور اسلامی افکار و عقائد سے دفاع کے کام کے لئے ایک بڑا خسارہ تصور کرتا ہے، مجلس انتظامیہ کا یہ جلسہ خدا کی بارگاہ میں دست بدعا ہے کہ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

۴۔ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبند کے رہنے والے اور عثمانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور تقسیم ملک کے سانحہ تک دارالافتاء میں مستقل طور پر فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے، درس و تدریس سے بھی تعلق تھا، تقسیم کے بعد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ایماء پر پاکستان منتقل ہوئے، کراچی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی جس کو دارالعلوم دیوبند کا ایک نمونہ کہنا چاہیئے، اس کا اہتمام و انصرام خود ہی کرتے رہے، فقہ پر وسیع اور گہری نظر تھی، زمانہ کے تغیرات اور جدید مسائل کی اہمیت کو سمجھتے تھے، کئی کتابوں کے مؤلف و مرتب تھے، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ترتیب کا آغاز انہی نے کیا تھا، مسائل حاضرہ پر ان کے متعدد رسائل منظر عام پر آئے، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تفسیر "بیان القرآن" کی بنیاد پر آٹھ جلدوں میں "معارف القرآن" کے نام سے جدید تفسیر مرتب کی۔

صاحب علم و فضل، ذہین و ذکی تھے، پاکستان کے دیندار حلقوں میں مولانا کا بڑا اثر تھا، حکومت بھی وقتاً فوقتاً معاملات و مسائل میں آپ سے دینی رہنمائی حاصل کرتی تھی۔ مولانا کا سانحۂ ارتحال نہ صرف اہل پاکستان کے لئے غمناک و دلدوز ہے بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بھی اس سانحہ کی یہی حیثیت ہے، مولانا کے انتقال سے دینی و علمی حلقوں میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا، جس کا پُر ہونا مستقبل قریب میں محال و ناممکن ہی معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی علمی و دینی کاوشیں قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

۵۔ مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہان پوری شاہجہان پور کے رہنے والے تھے اور سادات کے خانوادہ سے تعلق تھا، دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی، عرصہ تک مدرسہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریس وافتاء کی خدمات انجام دیتے رہے، اس سے سبکدوش ہوکر سورت میں طویل قیام فرمایا، وہاں دینی مسائل میں ان کی شخصیت خاص مرجعیت رکھتی تھی۔

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کی پاکستان منتقلی کے بعد دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء سے تعلق قائم ہوا اور مفتی اعلیٰ کی حیثیت سے کئی سال خدمات انجام دیں، آخر عمر میں اپنے وطن شاہجہاں پور آگئے تھے، متعدد عوارض و معذوریوں کا طویل شکار رہنے کے بعد یہیں انتقال ہوا، حالتِ مرض میں بھی فقہ حنفی کی خدمت اور فقہ کی بعض اہم کتابوں کی تصحیح کی خدمت میں مصروف رہے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

۶۔ مولانا ابوبکر غزنوی لاہور کے رہنے والے مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے فرزند اور خاندان غزنویہ کے چشم و چراغ تھے، اس خاندان کا سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دینی تحریک سے تعلق رہا، مرحوم نے تعلیم لاہور ہی میں حاصل کی بہاولپور یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے، رباط کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن پہونچے تھے وہیں کار کے حادثہ میں رحلت کی، ذی علم اور صاحبِ ذوق تھے اپنے اسلاف کی روش پر جماعتِ اہلحدیث پاکستان کی امارت کا فرض انجام دیا اپنے والد مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے سوانح و حالات پر ایک کتاب بھی لکھی، اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

۷۔ مولانا محمد عثمان فارقلیط پلکھوہ ضلع میرٹھ کے رہنے والے عربی کے فاضل اور مسلکاً اہلحدیث تھے، زندگی کا آغاز صحافت اور عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ سے کیا، عرصہ تک ماہنامہ "فاران" بجنور کے ایڈیٹر رہے، پھر لاہور سے "زمزم" نامی اخبار نکالا، تقسیم ملک کے موقعہ پر ہندوستان کی رہائش و سکونت پسند کی، الجمعیۃ کی ادارت کی خدمت سپرد ہوئی اور تادمِ مرگ اسی سے وابستہ رہے، ان کے ادارتی مقالات عام طور پر بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ بدلے ہوئے حالات میں بھی انہوں نے حق گوئی اور صحت مند تنقید کا فرض بڑی جرأت و خوبی کے ساتھ انجام دیا، مولانا نے اپنے قلم سے جدوجہد آزادی کو بڑی تقویت پہونچائی، اس سلسلہ میں ہر قسم کی مشکلات کا پامردی سے مقابلہ کیا، ادھر عرصہ سے علیل رہنے لگے تھے۔ افسوس کہ مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۷۶ء کو صبح چار بجے ان کا انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت کرے۔ آمین

۸۔ مولانا نصر اللہ خاں عزیز صحافت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا، عرصہ تک سہ روزہ "مدینہ" کی ادارت کی اور وہیں سے پاکستان منتقل ہوگئے جہاں متعدد پرچے "کوثر" "مسلمان" اور "تسنیم" انہوں نے نکالے، پاکستان کی جماعتِ اسلامی کے رکن رکین رہے، "ایشیا" نامی ہفت روزہ پرچہ کا بھی اجراء کیا، المختصر مولانا کی تحریروں نے جنگ آزادی کی جدوجہد کو خاصی تقویت پہونچائی، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

۹۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی قصبہ منڈیاہون ضلع جون پور میں ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے، گورنمنٹ ہائی اسکول جون پور سے ہائی اسکول پاس کرکے بنارس میں ملازمت کی، ۱۹۱۵ء میں تکمیلِ تعلیم کی غرض سے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ پہونچے، رفقاء درس میں ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم اور اقبال سہیل تھے، ۱۹۲۱ء میں ایم، اے کیا، یونیورسٹی کے اُردو ڈپارٹمنٹ میں بحیثیت لیکچرر مقرر ہوئے اور ترقی کرکے پروفیسر شپ پر فائز ہوئے وہ اس منصب کے لئے باعث اعزاز واعتبار تھے۔

صاحب طرز ادیب، مضامین میں ظرافت غالب تھی، لطیف پیرایہ میں بڑے کام کی باتیں لکھتے تھے، اُردو زبان کی زندگی بھر خدمت کرتے رہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے قریبی تعلق تھا، طلبہ کی انجمن الاصلاح کے ایک جلسہ کے سلسلہ میں ایک مقالہ "عزیزانِ ندوہ" کے نام سے لکھا تھا، کئی کتابوں کے مصنف تھے، "شیخ نیازی" "گنجہائے گرانمایہ" "خنداں" اور حال ہی میں "عزیزانِ علیگڈھ" کے نام سے ایک کتابچہ شائع ہو چکا ہے۔

افسوس کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۷۷ء کو یہ صاحبِ طرز ادیب و انشاء پرداز اس دارِ فانی سے رحلت کر گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

۱۰۔ فخرالدین علی احمد جناب فخرالدین علی احمد، آزادی کے پُرجوش مجاہد، قابلِ فخر محبِ وطن کامیاب بیرسٹر آسام کے معزز ایڈوکیٹ، قومی یکجہتی کے زرّیں نشان اور (آخر میں) جمہوریۂ ہند کے محبوب صدر، ہندو مسلم دونوں ہی حلقوں میں معزز تھے۔ ۱۹۶۹ء میں غالب کی صد سالہ برسی پورے ملک میں ان ہی کی خواہش پر منائی گئی" ایوانِ غالب" اور "غالب انسٹیٹیوٹ" ان کی یادگار ہیں ۱۹۷۵ء میں امیر خسرو کا سات سو سالہ بین الاقوامی جشن ان ہی کی سرپرستی میں منایا گیا، دارالمصنفین سے بڑی دلچسپی اور ہمدردی رکھتے تھے، وقتاً فوقتاً اپنے رسوخ و اثر سے اس کی خدمت کرتے رہے، نمازوں کا اہتمام تھا جمعہ کی نماز مسجد میں عام مسلمانوں کے ساتھ ادا کرتے تھے، افسوس کہ یوم جمعہ ۱۱ر فروری ۱۹۷۷ء مطابق ۲۱ر صفر ۱۳۹۷ھ کو بعمر اکہتّر سال انتقال کیا،

ندوۃ العلماء کا یہ جلسہ اُن کے سانحۂ ارتحال پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عنایت کرے۔

۱۱۔ آغا شورش کاشمیری کشمیر کے قدیم نومسلم خاندان کے چشم و چراغ تھے والدین نے عبد الکریم نام رکھا، لیکن آغا شورش کاشمیری کے نام سے معروف و مشہور ہوئے، شعلہ بیان خطیب، صاحبِ طرز ادیب اور پُرجوش اسلام پسند تھے۔ مولانا ظفر علی خاں، چودھری افضل حق، اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسی فقید المثال شخصیتوں سے متاثر تھے، مجلسِ احرار اسلام کے سرگرم کارکن رہے، جدوجہد آزادی کی تحریک میں بار بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، تقسیم ملک کے بعد تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں بھی پابندِ سلاسل ہوئے، عرصہ تک جیل میں رہے "چٹان" نامی ہفت روزہ شائع کرتے تھے، متعدد کتابیں بھی لکھیں حکومت اور اس کے کارکنوں پر بے خوف و خطر تنقید

کرتے رہتے تھے، افسوس کہ پچھلے دنوں ان کا انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

۱۲۔ مولانا عبدالقیوم ندوی | قصبہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے اور مولانا عبدالباری ندوی مرحوم ومغفور کے قریبی عزیز تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی اور یہیں سے فارغ ہوئے۔ "تاریخ اسلام" نامی کتاب تالیف کرکے شائع کی، تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے وہاں کسی دینی وعلمی ادارہ سے تعلق قائم کیا، وعظ وتقریر بھی کرتے تھے، متعدد رسالے اور کتابچے مسلمانوں کی عمومی افادیت کے پیش نظر تحریر کئے۔ ادھر عرصہ سے علیل تھے، صحت خراب رہنے لگی تھی، ۴ر مارچ ۱۹۷۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا،
اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔

۱۳۔ علامہ بہجۃ البیطار | اس عہد کے جلیل القدر علماء میں ان کا شمار تھا، علامہ رشید رضاؒ سے استفادہ کیا، مولانا سید سلیمان ندویؒ کے دوستوں اور مداحوں میں تھے۔ حدیث وتفسیر نیز فقہ میں بلند پایہ رکھتے تھے المجمع العلمی دمشق کے قدیم ترین رکن تھے۔ "حیات ابن تیمیہؒ" کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی، قدماء کی کئی کتابیں ایڈٹ کرکے شائع کرائیں، ندوۃ العلماء کے قدردانوں میں تھے۔ جولائی ۱۹۷۶ء میں انتقال ہوا، اس میں شبہ نہیں کہ اس حادثہ سے علم دوست اور دین پسند حلقوں کو شدید صدمہ پہونچا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔

۳۔ ناظم صاحب ندوۃ العلماء نے گذشتہ جلسوں کی روشنی میں مدرسہ ثانویہ میں طریقۂ تعلیم کی اصلاح وترقی پر تبصرہ فرمایا اور اساتذہ کی ٹریننگ کی ضرورت پر زور دیا اور حضرات اراکین سے درخواست کی کہ وہ کچھ وقت دے کر مدرسہ ثانویہ کو بہ نفس نفیس ملاحظہ فرمائیں اور مشورے دیں۔ اسی طرح مدرسہ ثانویہ کی تعمیر، دفتر نظامت کی پرانی بوسیدہ عمارت کی جگہ اس کی تعمیر نو اور دارالعلوم سے متصل اراضی نو خرید پر جدید دارالاقامہ اور اسٹاف کوارٹرس کی تعمیر کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ اجلاس عام ندوۃ العلماء کے وقت سے عطیات واعانات کا ہمت افزا سلسلہ جاری ہے اور ہم اس سے ان تعمیرات کو بغیر کسی دشواری کے انجام دے رہے ہیں۔ جلسہ نے ان ترقیات کو بغور سنا اور سراہا۔

۴۔ حسب تجویز ۵ (ب) منظور کردہ جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۹ر ربیع الاول ۱۳۹۶ھ (۱۱ر مارچ ۱۹۷۶ء) نقشہ توسیع گریڈ واضافۂ تنخواہ مرتبہ وسفارش کردہ سب کمیٹی ونافذ کردہ ناظم صاحب ندوۃ العلماء جلسہ میں پیش ہوا، جسے اتفاق رائے سے منظور کیا گیا اور اس پر عمل درآمد کی توثیق کی گئی۔

۵۔ ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی رپورٹ "جو گذشتہ جلسۂ انتظامی میں پڑھی گئی" کی روشنی میں نیز شعبوں کی ضرورتوں کا لحاظ کرکے مندرجہ ذیل اساتذہ، مدرسین وملازمین کی عارضی تقرریوں کو بالاتفاق منظور کیا گیا۔

تفصیل تقرری اساتذہ، مدرسین و ملازمین

دارالعلوم ندوۃ العلماء:	ماسٹر مصاحب علی صاحب	استاذ انگریزی	مشاہرہ بالعہ + للعہ + لعہ	گریڈ سوم الف دارالعلوم
	قاضی فرید احمد صاحب	استاذ دارالعلوم	معاوضہ کارکردگی بالمقطع	ما سعہ
	حاجی علی اشرف صاحب	محرر دارالعلوم	مشاہرہ ماسعہ + للعہ + پیے	گریڈ سوم دفتر دارالعلوم
درجہات ثانویہ:	عبداللہ انصاری صاحب	مدرس	〃 بالعہ + للعہ + لعہ	گریڈ اول ب ثانویہ
	سید محمود حسن صاحب	〃	〃 بالعہ + للعہ + لعہ	〃 〃
	عبدالجبار صاحب فاروقی	〃	〃 بالعہ + للعہ + لعہ	〃 〃
	سراج احمد صاحب	〃	〃 بالعہ + للعہ + لعہ	〃 〃
	ماسٹر اکرام الدین صاحب	〃	معاوضہ کارکردگی بالمقطع	مار
	غفران احمد صاحب	〃	〃 〃	ماعہ
	صابر علی صاحب	〃	〃 〃	مالعہ
	محمود احمد صاحب	〃	〃 〃	ماسعہ
	احمد صدیق صاحب	محرر	〃 〃	ماعہ
مکاتب شہر:	حافظ مبین احمد صاحب	مدرس	مشاہرہ ماعہ + عہ + پیے	گریڈ اول مکاتب شہر
	حافظ مظفر حسین صاحب	〃	معاوضہ کارکردگی بالمقطع	ماعہ
کتب خانہ:	عبدالحق	دفتری	مشاہرہ باللعہ + عہ + پیے	گریڈ اول شاگرد پیشہ
	اسرار حسین	وراق	〃 مار + عہ + عہ	〃 〃
	منصور علی	〃	〃 مار + عہ + عہ	〃 〃
شاگرد پیشہ دارالعلوم:	نسیم احمد	چوکیدار	معاوضہ کارکردگی بالمقطع	ماعہ
	ابوالخیر	خادم مسجد	〃 〃	ماعہ
	ابرار احمد	خادم دارالاقامہ	〃 〃	ماعہ
	بھگوان دین	خاکروب	مشاہرہ عہ + عہ + پیے	گریڈ پنجم شاگرد پیشہ
شعبۂ تعمیر و ترقی:	عبداللہ بستوی صاحب	محرر	مشاہرہ ماعہ + للعہ + پیے	گریڈ ہفتم شعبہ
ادارہ البعث:	مولوی اقبال احمد صاحب	معاون دفتر	معاوضہ کارکردگی بالمقطع	مار
	شفیق احمد صاحب	〃	〃 〃	عہ
ادارہ الرائد:	〃	〃	〃 〃	عہ

ادارہ تعمیر حیات:	مختار عالم صاحب	معاون دفتر	معاوضہ کارکردگی بالمقطع	مار
مکتبہ دارالعلوم:	محمد عرفان	چپراسی	" "	ماصر
پریس:	محمد فاروق	مشین مین	" "	ماصر
دفتر نظامت:	مقبول احمد صاحب	محرر	مشاہرہ ماصر + للعہ + بھ	گریڈ دوم نظامت
	غلام رسول	چپراسی	" مار + [illegible] + صر	گریڈ اول شاگرد پیشہ

۶۔ (الف) گرانی کے حالات کے پیشِ نظر اسٹاف کے بعض حضرات و اساتذۂ دارالعلوم کی طرف سے مالی تعاون کا اظہار کیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت ایسی صورت ہے کہ اساتذۂ دارالعلوم اور تمام ملازمین ندوۃ العلماء کے لئے کچھ وقتی بندوبست کیا جائے۔ ناظم صاحب ندوۃ العلماء نے مناسب خیال کرتے ہوئے بامید منظوری جلسۂ انتظامیہ تعلیمی سالِ رواں کے قبل کے اساتذہ و ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ اور جو شوال لغایۃ ذی الحجہ ۹۶ھ کے مابین ملازم ہوئے ہیں اُن کو نصف تنخواہ اور جو صرف الاؤنس پر خدمات انجام دے رہے ہیں اُن کو بھی اسی تناسب سے پورا یا نصف الاؤنس (باستثناء گرانی الاؤنس وغیرہ) بطور اعانت دلا دیا۔ جلسہ نے اس عمل کو مستحسن قرار دیا اور اتفاق رائے سے منظور کیا۔

۶۔ (ب) جناب مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی معتمد دارالعلوم کی تجویز کہ گرانی کے پیشِ نظر الاؤنس نگرانی دارالاقامہ میں جو کہ اس وقت عہ ہے اتالیق صاحبان کو سہولت بہم پہونچانے کے لئے عہ کا اضافہ کر دیا جائے، اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

۷۔ تخمینۂ آمدنی و خرچ (بجٹ) ندوۃ العلماء ۱۳۹۶ھ مطبوعہ جلسہ میں پیش ہوا اور بعد غور و خوض اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔

۸۔ (الف) مولانا محب اللہ صاحب ندوی مہتمم دارالعلوم، مولانا عبدالستار صاحب استاذِ حدیث دارالعلوم، محمد جان صاحب مدرس مکتب اور مبین الرحمٰن صاحب محرر شعبۂ تعمیر و ترقی کی عمریں اگرچہ ۶۵ سال سے تجاوز کر چکی ہیں مگر ابھی ۷۰ سال کو نہیں پہونچیں و نیز ابھی ان میں متعلقہ فرائض کی انجام دہی کی پوری صلاحیت موجود ہے اور وہ انھیں بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں، اس لئے حسب تجویز ۶ جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۹ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ (۱۱ مارچ ۱۹۷۶ء) و سفارش ناظم صاحب ندوۃ العلماء ان کی ملازمت میں ایک سال کی توسیع منظور کی جاتی ہے۔

۸۔ (ب) حسب تجویز ۶ جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۹ ربیع الاول ۹۶ھ، سال گزشتہ، مولانا نورالحسن صاحب استاذ دارالعلوم، ماسٹر شاہد علی صاحب استاذ انگریزی دارالعلوم، علی محمد چپراسی کتب خانہ اور ضامن علی دفتری کتب خانہ کا جدید تقرر، ۷۰ سال کی عمر سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان کی صلاحیت اور ادارہ کی ضرورت کے پیشِ نظر ان کی تنخواہ اور گرانی الاؤنس اور امداد فنڈ

کے مجموعہ کو الاؤنس کارکردگی بالمقطع قرار دیکر ایک سال کے لئے کیا گیا تھا مگر چونکہ اب بھی اُن میں متعلقہ فرائض کی انجام دہی کی صلاحیت بخوبی موجود ہے اور ان کی خدمات کی ضرورت ہے۔ اس لئے بسفارش جناب ناظم صاحب ندوۃ العلماء اُن کا تقرر مزید ایک سال کے لئے منظور کیا گیا۔

۹۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اجلاس عام ندوۃ العلماء کے وقت سے ملک و بیرون ملک بالخصوص عرب ممالک سے عطیات و اعانات کا سلسلہ جاری ہے۔ اس اثناء میں جو مصارف ہوئے اُن کو منہا کرنے کے بعد الحمد للہ زائد از ۲۵ لاکھ روپے اس وقت ندوہ کی تحویل میں موجود ہیں۔ اور آئندہ امید ہے کہ انشاء اللہ اس میں مزید اضافہ ہوگا۔

تحویل کا یہ روپیہ کئی برسوں میں ندوہ کے صرف میں آئے گا اُس وقت تک بینک میں یونہی جمع رہے گا۔ میرے خیال میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے کچھ روپیہ جو پندرہ لاکھ سے زیادہ نہ ہو کسی تجارت میں جو اطمینان بخش ہو لگا دیا جائے تو اس کے منافع سے انشاء اللہ جمع شدہ رقم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ وہ تجارتی کمپنیوں میں روپیہ لگاتا ہے اور سال کے اختتام پر جو منافع ہوتا ہے اُسے وہ حصہ داروں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ یہ ادارہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے اور کسی بدعنوانی یا روپے کے ضائع ہونے کا احتمال نہیں ہے۔

اس لئے مجھے امید ہے کہ حضرات اراکین انتظامی ندوۃ العلماء، میری اس رائے سے اتفاق فرمائیں گے۔ اور یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا میں ندوۃ العلماء کا روپیہ لگانے کی منظوری دیں گے۔

مجلس انتظامی ندوۃ العلماء نے یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا میں ندوۃ العلماء کا روپیہ لگانے کی ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی رائے سے اتفاق کیا اور حسب ذیل تجاویز متفقہ طور پر منظور کیں:۔

۱۔ مجلس انتظامی بالاتفاق تجویز کرتی ہے کہ یونٹ اسکیم ۱۹۶۴ء اور ری انوسٹمنٹ پلان ۱۹۶۶ء کے تحت یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کے حصص کی خریداری میں ندوۃ العلماء کا روپیہ "جس کی تعداد ۱۵ لاکھ سے زائد نہ ہو" سکریٹری (ناظم) انجمن ندوۃ العلماء اپنی صوابدید سے بالاقساط لگائیں۔

۲۔ مجلس انتظامی یہ بھی تجویز کرتی ہے کہ سکریٹری (ناظم) انجمن ندوۃ العلماء "جو کہ اس وقت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی ہیں" یا مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی ممبر ایکزیکیٹو کمیٹی انجمن ندوۃ العلماء یا ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب قریشی ممبر ایکزیکیٹو کمیٹی انجمن

ندوۃ العلماء کو مجاز کیا جائے کہ حصص کی خریداری میں روپیہ لگائیں، اس روپے کو واپس لیں، خرید کردہ حصص کو فروخت کریں، اُن کو منتقل کریں، منافع یا اور کوئی روپیہ متعلقہ وصول کریں، متعلقہ دستاویزات تحریر کریں اور دیگر امور جو اس سلسلہ میں پیش آئیں، منجانب انجمن ندوۃ العلماء انجام دیں اور اپنے دستخط کریں۔

۳- تجاویز ہٰذا کا صحیح انگریزی ترجمہ دستخطی صدر جلسہ، یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کو بھیجا جائے

صدر کے شکریہ پر جلسہ برخاست ہوا۔

زین العابدین
دستخط صدر جلسہ

(مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ)